بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خلاصۃ السیر علامہ محب الدین طبریؒ

## اور اس کا زیر نظر ترجمہ

از نورالحسن راشد کاندھلوی

سیرت پاک کے موضوع پر دنیا کی تمام زبانوں خصوصاً عربی فارسی اور اردو میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں جن کی مجموعی تعداد کا شمار اور ان کے مصنفین اور کیفیات کا تعارف یا تذکرہ تقریباً ناممکن ہے جس میں چھوٹی بڑی اعلیٰ ترین اوسط اور معمولی درجہ کی کتابیں شامل ہیں۔ اس بہت بڑے اور احاطہ وشمار سے زائد وسیع ذخیرہ میں سے اگر سیرت پاک کی جامع کتابوں کا کوئی انتخاب کیا جائے تو غالباً اس میں ساتویں صدی ہجری کے عالم اور مصنف علامہ محب الدین طبریؒ کی سیرت پاک اور متعلقہ موضوعات پر تالیفات کا ذکر ضرور آئے گا۔

علامہ محب الدین طبری ساتوی صدی ہجری کے ممتاز عالم فقیہ مؤرخ اور سیرت نگار ہیں۔ علامہ موصوف سنہ ۶۱۵ھ (۱۲۱۸ء) میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، تمام عمر مکہ مکرمہ میں گذاری، بڑے محدث اور شیخ الحرم تھے، فقہائے شافعیہ میں بھی بلند مقام تھا۔ سنہ ۶۹۴ھ (۱۲۹۵ء) میں مکہ مکرمہ میں وفات ہوئی۔ علامہ نے پوری زندگی دین وعلم کی خدمت، تدریس وتعلیم اور تصنیف وتالیف میں گذاری اور تصانیف کا ایک گراں قدر اور نہایت قیمتی ذخیرہ یادگار چھوڑا، جس کی فہرست اگرچہ بہت طویل نہیں ہے مگر اس کی ہر اک کتاب اپنے اپنے موضوع پر ایک سرمایہ اور باوقار اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مورخین اور تذکرہ نگاروں نے علامہ محب الدین طبری کی درج ذیل کتابوں کا ذکر کیا ہے:

(حدیث)

(۱) الاحکام الصغریٰ (۲) الاحکام الکبریٰ

(۳) الاحکام الوسطیٰ (٤) اربعین فی الحدیث

(٥) وجیزۃ المعانی فی قوله علیه الصلاۃ والسلام من رانی فی المنام فقد رانی

(٦) صفت حج النبی صلی اللہ علیه وسلم علی اختلاف طرقها

(۷) تقریب المرام فی غریب قاسم بن سلام

(سیرت ومتعلقات سیرت)

خلاصۃ السیر السمط الثمین فی مناقب ام المومنینؓ

ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربیٰ الریاض النظرہ فی فضائل العشرہؓ

(فقه)

المسلك النبیه فی تلخیص التنبیه طراز المذهب فی تلخیص المذهب

تحریر التنبیه لکل طالب نبیه استقصاء البیان فی احکام الشاذروان

عمۃ المحرر للملك المظفر عواطف النضرہ فی تفضیل الطواف علی العمرہ

کتاب الغناء وتحریمه النشور للملك المنصور

ام القریٰ لقاصد ام القریٰ خیر القریٰ فی زیارۃ ام القریٰ

مگر یہ علامہ محب الدین طبری کی تصانیف ومؤلفات کی مکمل فہرست نہیں ہے، علامہ محب الدین طبری کی اس کے علاوہ بھی متعدد اہم تصانیف ہیں، مگر ان کا محبّ طبری کے حالات اور مآخذ میں محبّ طبری کی مؤلفات میں عموماً ذکر نہیں آتا مگر اور مقامات پر ان کا ذکر ملتا ہے، ان میں سب سے اہم تصنیف غریب جامع الاصول ہے(۱) ایک اور تالیف ''رساله فی ذکر رسم المصحف'' ہے(۲) یہاں ان تصانیف کے مفصل

---

(۱) محبّ طبری کی غریب جامع الاصول کا ملا کاتب چلپی نے جامع الاصول کے شروح وحواشی میں ضمناً ذکر کیا ہے: کشف الظنون ص ۵۳۷ ج ۱۔ علامہ محب الدین کے احوال ومصنفات کے تحت ذکر نہیں کیا۔

(۱) اس رسالہ کا قلمی نسخہ فخر المتاخرین مولانا عبدالحیٔ فرنگی محل کے کتب خانہ مخزونہ، آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں موجود ہے۔

تذکرہ کا موقع نہیں، صرف خلاصۃ السیر کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔

خلاصۃ السیر سیرت پاک پر مختصر سی تالیف ہے جو چوبیں فصلوں پر مشتمل ہے اور یہ کتاب مؤلف کی صراحت کے مطابق بارہ کتابوں کا خلاصہ اور انتخاب ہے۔

یہ کتاب اگرچہ سیرت پاک کی بنیادی اور اہم ترین کتابوں میں شامل نہیں، لیکن اس کے مصنف کی قدر ومنزلت، کتاب کی جامعیت واختصار اور حسن تعبیر کی وجہ سے اس کو ہمیشہ وقعت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور اس کو ایک حد تک اعتبار بھی حاصل رہا، یہ کتاب مصنف کی زندگی میں خاصی مقبول ہوگئی تھی اور بعد کے دور میں اس کی نقلیں بڑے پیمانے پر کی گئیں۔

عالم اسلام سے اس کی معنویت کا چرچا ہندوستان پہنچا اور یہاں بھی علماء کی محفلوں اور علمی حلقوں میں اس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ اس کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان کے متعدد ذاتی قومی کتب خانوں اور مدارس اسلامیہ کے ذخیروں میں خلاصۃ السیر کے بیس سے زائد قلمی نسخے اب بھی موجود ہیں، جو دسویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری کے اواخر تک کے لکھے ہوئے ہیں۔ دستیاب نسخوں میں سے جو نسخے جو ہندوستان میں لکھے گئے ہیں ان میں سے ابتدائی نسخے دسویں صدی ہجری کے اواخر یا گیارہویں صدی ہجری کے لکھے ہوئے ہیں، جس سے یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ برصغیر میں خلاصۃ السیر دسویں صدی ہجری کے اواخر میں پہنچی اور عام ہوئی ہوگی۔

خلاصہ السیر کے منجملہ قلمی نسخوں کے ایک نسخہ ہمارے خاندانی کتب خانہ میں بھی موجود ہے جو اگرچہ گذشتہ چند سال میں خاصہ خستہ اور کرم خوردہ ہوگیا ہے، مگر بفضلہٖ تعالیٰ موجود ہے اور اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، یہ نسخہ حضرت شاہ محمد اسحاقؒ کے خاص شاگرد اور کاندھلہ کے نامور عالم اور مدرس مولانا نورالحسن کاندھلوی (وفات: ۱۲۸۵ھ ۱۸۶۸ء) کا لکھا ہوا ہے اور اسی نسخہ کی وجہ سے پیش نظر ترجمہ کی تالیف اور اشاعت عمل میں آئی ہے، اس لئے اس نسخہ کا کسی قدر مفصل تعارف مناسب ہوگا۔

حضرت مولانا نورالحسن کا لکھا ہوا یہ نسخہ چھوٹی تقطیع کے اڑسٹھ اوراق یا ایک سو چھتیس (۱۳۶)

صفحات پر مشتمل ہے۔ فی صفحہ ..... سطور ہیں۔ متوسط نستعلیق قلم ہے، اہم عنوانات اور فصلوں کو سرخ روشنائی سے ممتاز کیا گیا ہے، باریک ولایتی کاغذ ہے، تحریر ایسی خوبصورت ہے جیسے موتی ٹانک دئے ہوں، ایک ایک حرف مرصع واضح اور لائق دید ہے۔ مشکل الفاظ وکلمات پر اعراب لگائے ہیں، بین السطور میں حل لغات ہے اور حاشیوں پر بھی وضاحتیں کی گئی ہیں۔ یعنی کتاب کے متن اور نسخہ کو بہتر سے بہتر اور عالمانہ ومحققانہ بنانے کے لئے جس قدر لوازم ہیں وہ سب اس نسخہ (بلکہ مولانا نورالحسن کی نقل کی ہوئی اکثر کتابوں) میں موجود ہیں۔

خلاصۃ السیر کم سے کم دومرتبہ شائع بھی ہوچکی ہے، پہلی بار سنہ ۱۳۲۳ھ میں مصر سے دوبارہ سنہ ۱۳۴۳ھ میں ہندوستان سے۔ ہندوستانی اشاعت اگرچہ بہت معروف نہیں ہے، مگر اس نسخہ کی اہمیت اور خصوصیت یہ ہے کہ اس کی نقل، تصحیح، حل لغات اور حاشیہ کی ترتیب ممتاز ترین محقق علامہ عبدالعزیز میمنی نے کی تھی۔ علامہ جب پنجاب یونیورسٹی لاہور میں استاذ تھے، اس وقت سنہ ۱۳۲۹ھ (۱۹۰۹ء) میں علامہ نے اس کی اُس نسخہ سے نقل کی تھی جو سنہ ۹۲۸ھ کے لکھے ہوئے نسخہ کی نقل تھا۔ بعد میں اس پر حاشیے لکھے۔ علامہ میمن نے یہ خدمت اپنے ہم وطن دوست اور مشہور اہل حدیث عالم، مولانا محمد جوناگڑھی کی فرمائش پر انجام دی تھی۔

یہ نسخہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ (دسمبر ۱۹۲۴ء) میں دہلی سے شائع ہوا تھا۔ راقم سطور کو اس نسخہ کے علاوہ خلاصۃ السیر کی کسی ہندوستانی اشاعت یا تازہ محقق نسخہ کا علم نہیں، اگرچہ آٹھ دس سال پہلے سنا تھا کہ خلاصۃ السیر کا ایک نیا محقق نسخہ چھپا ہے، مگر یہ نسخہ مجھے نہیں ملا۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کو قلمی نسخوں سے مرتب کرکے شائع کیا جائے۔

میرے والد حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب دام ظلہ کو اس تالیف اور مذکورہ قلمی نسخہ سے ہمیشہ ایک انسیت اور تعلق رہا جس کی وجہ سے اس نسخہ کی دو نقلیں تیار کرائیں اور اس کا اردو ترجمہ بھی کرایا۔ یہ ترجمہ مظاہر علوم سہارنپور کے مدرس اور معین مفتی اور (بعد میں) برصغیر ہند کے نامور عالم، مفتی اور شیخ مولانا مفتی محمود حسن

گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۹؍ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ ۲۱؍ستمبر سنہ ۱۹۹۶ء) نے کیا تھا۔(۱)

جب والد صاحب مظاہر میں پڑھتے تھے اس وقت دونوں حضرات میں دوستانہ مراسم بلکہ بے تکلفی سی ہوگئی تھی۔ مفتی صاحب کا کاندھلہ آنا جانا رہتا تھا، یہ سفر اور دوستانہ ملاقاتیں کئی علمی کاموں اور تحریرات کا وسیلہ بنیں، جس میں خلاصۃ السیر علامہ محبّ طبری کا زیرنظر اردو ترجمہ بھی شامل ہے، مگر اس ترجمہ کے آخری چند صفحات یا چار فصلیں ترجمہ سے باقی تھیں کہ مفتی صاحب کا مظاہر علوم سہارن پور سے ملازمت وتدریس کا رابطہ (عارضی طور سے) منقطع ہوگیا تھا اور مفتی صاحب سہارن پور سے چلے گئے تھے اس لئے یہ ترجمہ نا تمام رہ گیا تھا، جس کو حضرت مولانا اظہار الحسن کاندھلوی (وفات ۱۷؍ربیع الاول ۱۴۱۷ھ ۱۳؍اگست ۱۹۹۶ء) نے مکمل کر کے ترجمہ کو اختتام تک پہنچایا یعنی اس ترجمہ کی آخری چار فصلیں مولانا اظہار الحسن صاحب کی یادگار ہیں۔

مفتی صاحب نے یہ ترجمہ چھوٹے سائز کے ایک معمولی سے پیڈ (paid) پر لکھا ہے، تحریر میں اگرچہ لکڑی کا قلم استعمال ہوا ہے، مگر پوری تحریر یکساں اور رواں ہے، جس طرح ترجمہ میں تکلف اور آورد نام کو نہیں، اسی طرح تالیف میں بھی کہیں کوئی تکلف محسوس نہیں ہوتا، قلم لکھتا چلا گیا، الفاظ، سطور سب کی تعداد میں خاص طرح کی یکسانیت ہے۔ اور تصحیح ونظر ثانی بھی بہت کم ہے۔

مذکورہ بالا ترجمہ اگرچہ ایک مرتبہ چھپا ہے مگر اس کی اشاعت کا بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ یہ ترجمہ چمن بک ڈپو دہلی سے تقریباً ۱۳۹۰ھ (۱۹۷۰ء) میں چھوٹی تقطیع پر چھپا تھا، مگر ناشر نے اس پر مؤلف کی جگہ میرے والد صاحب (حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب مدظلہ) کا نام لکھ دیا تھا، دوسری تفصیلات حذف کر دی تھیں، حالاں کہ جب یہ نسخہ طباعت کے لئے دیا گیا تھا تو اس پر ایک تمہید لکھی گئی تھی، جس میں اصل عربی نسخہ،

---

(۱) حضرت مفتی صاحبؒ کے مفصل حالات خدمات اور دینی علمی اثرات اور تالیفات کے تعارف کیلئے ملاحظہ ہو۔

الف: حیات محمود تالیف مولانا محمد فاروق میرٹھی دو جلدیں

ب: دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم مولانا محمود حسن گنگوہی از مولانا محمد شاہد سہارنپوری۔

اس کے علاوہ رسائل کے خاص نمبر اور حضرت مفتی صاحبؒ کے ملفوظات وغیرہ۔

اردو ترجمہ، نیز مترجمین اور ترجمہ کے پس منظر کا ذکر کیا گیا تھا، مگر معلوم نہیں کہ ناشر سے یہ تحریر ضائع ہوگئی یا کیا وجہ ہوئی بہرحال جب یہ کتاب چھپ کر آئی تو اس میں نہ تمہید تھی نہ مترجم کا نام، بلکہ مترجم و مؤلف مرتبہ وغیرہ کے بغیر صرف ''مولانا افتخار الحسن کاندھلوی'' لکھا ہوا تھا جس سے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے یا تصنیف، اور غالباً اصل مترجم یعنی حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ کو غالباً اس ترجمہ کی طباعت کی خبر نہیں ہوئی، اس لئے نہ اس ترجمہ کی شہرت ہوئی، نہ اس کا مفتی صاحب کی تالیفات و تراجم میں ذکر آیا، نہ اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ برسوں کے بعد تین چار سال پہلے جب والد صاحب کے کاغذات میں سے اس کی اصل ہاتھ آئی تو مطبوعہ نسخہ کو اصل سے ملانے کا خیال ہوا، اس کا مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ ناشر نے ترجمہ میں جگہ جگہ ترمیم کی ہے، عبارت بدل دی ہے اور کمی زیادتی بھی کردی ہے، اس لئے خلاصۃ السیر کے اس ترجمہ کی صحیح طباعت کا قرض باقی تھا جس کو زیر نظر اشاعت کے ذریعہ ادا کرنے کی کوشش جاری ہے۔

یہاں یہ بھی عرض کردینا چاہئے کہ پیش نظر تقریباً ساٹھ سال پہلے ہوا تھا اسلئے اسکی زبان آج کل کی علمی تحریری زبان سے کچھ مختلف ہے مگر یقین ہے کہ زبان پر پرانے پن کا کچھ اثر ہونے کے باوجود اسکی افادیت و تاثیر انشاءاللہ بہت سی تازہ کتابوں اور مصنفات سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔

راقم سطور نے اس ترجمہ کو حضرت مترجم کی تحریر کے مطابق رکھنے کی پوری کوشش کی ہے، مگر ترجمہ کے مسودہ میں کہیں کہیں روانی قلم میں کوئی حرف لکھنے سے رہ گیا تھا اس کو مکمل کردیا ہے اور بہت ضروری ہوا تو چند مقامات پر ایک دو حرف یا فقرہ بڑھایا ہے مگر اس کو قوس ( ) سے واضح کردیا ہے اس کے علاوہ کتاب کی فصل نمبر چار، نمبر چھ کی جگہ صرف عدد ۴، ۶، ڈالدیئے ہیں اور فصل کے عنوانات کو بھی کسی قدر مختصر کردیا ہے۔

خیال آیا تھا کہ خلاصۃ السیر کا عربی نسخہ بھی اس ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے مگر اول تو عربی نسخہ سے استفادہ کرنے والے کم ہیں، دوسرے اردو ترجمہ کی ضخامت میں دو تہائی کے قریب اضافہ ہو جاتا، اس لئے اس وقت صرف ترجمہ شائع کیا جارہا ہے متن انشاءاللہ بعد میں کسی وقت علیحدہ طبع ہوگا۔

امید ہے کہ قارئین کرام اس مبارک اور قابل قدر تحفہ سے مسرور و شادماں ہوں گے اور اس کے

مصنفؒ، حضرت مترجمؒ میرے والد ماجد مدظلہ اور ناچیز ناشر کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل فرماتے رہیں گے۔

نور الحسن راشد کاندھلوی

[ سیرت خیر البشر ص ۹-۱۴ مطبوعہ مکتبہ نور کاندھلہ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ اپریل ۲۰۰۱ء]